سوال

(129) رسول اللہ کے پیچھے کسی مقتدی نے آمین کی؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آمین بالجہر کاص مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر محتمل المعنیین آیا کسی حدیث صحیح مرفوع متصل الاسناد سے ثابت ہے یا نہیں اور امام پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ امام بہت سی چیزوں کو بالجہر کہتا ہے، مثلاً تکبیر و قرأت و سلام وغیرہ آیا کسی حدیث سے یہ بات ثابت ہے یا نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کسی مقتدی نے آمین بالجہر کہی ہے یا نہیں؟

سوال دوم۔ آمین بالجہر علی الخصوص نماز جہری میں کیوں خاص کی گئی ہے آیا کسی حدیث صحیح مرفوع سے تخصیص صلوۃ جہری و نفی صلوۃ سری کی بصراحت تمام وارد ہے یا نہیں اگر وارد ہے تو براہ مہربانی دونوں سوالوں کا جواب حدیث مرفوع متصل الاسناد سے مع روایت و اسامی کتب کے تحریر فرمایا جائے، بدرجہ تنزل میں اس کی بھی اجازت دیتا ہوں کہ حدیث حسن یا ضعیف قابل عمل ہی سے لکھا جائے، واضح رہے کہ آثار صحابہ سے استدلال نہیں چاہتا ہوں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہاں آمین بالجہر خاص مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر محتمل المعنیین ایسی حدیث صحیح، مرفوع، متصل الاسناد سے ثابت ہے جس کی صحت پر تمام علماء اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے، یعنی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے، وہ حدیث یہ ہے۔ عن[1] ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا امین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ اخرجہ البخاری و مسلم واللفظ للبخاری۔ اس حدیث میں لفظ فقولوا کا مصدر قول ہے جو متضمن معنیین یا معانی چند کا ہرگز نہیں ہے کیونکہ قول کے معنی لغت میں صرف گفتن کے ہیں، پس معلوم ہوا کہ لفظ قولوا مشترک نہیں ہے اور جب مشترک نہیں ٹھہرا تو محتمل معنیین کا نہیں ہوسکتا، غایت مافی الباب لفظ قول چونکہ مطلق ہے اس وجہ سے اس کے افراد نکلیں گے اور کم از کم اس کے دو فرد نکلیں گے، قول بالجہر و قول بالسر، پس اس حدیث متفق علیہ سے جو مرفوع متصل الاسناد اور نہایت صحیح ہے، آمین بالجہر مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر محتمل المعنیین ثابت ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے مقتدی آمین بالجہر کہتے تھے، کیونکہ لفظ قولوا کے اصل مخاطب صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جو آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے جان سے حاضر رہتے تھے اگر تم یہ کہو کہ جب قول مطلق ہے اور اس کے دو فرد ہیں، قول بالجہر و قول بالسر، تو اس حدیث سے جیسے مقتدیوں کے لیے آمین بالجہر کہنا صراحۃ ثابت ہوتا ہے اسی طرح ان کے لیے آمین بالسر کہنا بھی صراحۃ ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث میں لفظ قولوا مطلق واقع ہے اور بالجہر یا بالسر کی قید نہیں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب لفظ مطلق علی الاطلاق بلا کسی قید کے استعمال کیا جاتا ہے تو اس مطلق سے اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے اور فرد ناقص مراد نہیں ہوتا ہے اور یہ قاعدہ فقہاء نے حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے، علامہ صدر الشریعت توضیح میں تحریر فرماتے ہیں۔ لان[2] المطلق لایتناول رقبۃ وھو فائیت جلس المنفعۃ وھذا ما قال علماء وناان المطلق ینصرف الی الکامل انتہی اور علامہ محب اللہ البہاری مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ فانتقال[3] الذھن من المطلق الی الکامل

ظاھر انتہی اور ملاجیون نورالانوار میں لکھتے ہیں۔ ولنا[4] فی ھذاالمقام ضابطتان احدھما ان المطلق یجری علی اطلاقہ والثانیۃ ان المطلق ینصرف الی الفرد الکامل فالاول فی حق الاوصاف کا لایمان والکفر والثانی فی حق الذات کالزمانۃ والعمی انتہی مختصرا۔ ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہوا کہ جب مطلق کا استعمال بلاکسی قید کے ہوتا ہے تو اس کا صرف وہی فرد مراد ہوتا ہے جو کامل ہوتا ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ مطلق قول کے دونوں فرد قول بالجہر و قول بالسر میں سے قول بالجہر ہی فرد کامل ہے اور مطلق قول سے اسی قول بالجہر ہی کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے بناء علیہ حدیث مذکور میں لفظ فقولوا آمین سے آمین بالجہر کا مراد ہونا متعین ہے اور مطابق قاعدہ مذکورہ کے آمین بالسر مرادلینا جائز نہیں ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ عندالحنفیہ یہ قاعدہ مسلم ہوچکا ہے کہ قول صحابی یا عام کا مخصص ہوتا ہے، مسلم الثبوت میں ہے: فعل[5] الصحابی العادل العالم مخصص عندالحنفیۃ والحنابلۃ خلافا للشافعیۃ والمالکیۃ انتہی مختصرا۔ اور اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ صحابہ ؓ کا فعل آمین بالجہر ہی تھا، امام کے پیچھے صحابہ ؓ آمین بالجہر ہی کہا کرتے تھے، صحیح بخاری میں ہے: امن [6] ابن الزبیر و من وراءہ حتی ان المسجد للجۃ وکان ابوہریرۃ ینادی الامام لاتفتنی بامین۔ فتح الباری میں ہے۔ وصلہ[7] عبدالرزاق عن ابن جریج عن عطاء قال قلت لہ اکان ابن الزبیر یؤمن علی اثرام القرآن قال نعم ویؤمن ورائہ حتیان للمسجد للجۃ ثم قال انما امین دعاء قال وکان ابوہریرۃ یدخل المسجد وقد قام الامام فینادیہ فقیول لاتسبقنی بامینوردی البیھقی من وجہاخر عن عطاء قال ادرکت ماتین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ھذا المسجد اذاقال الامام ولاالضالین سمعت لھم رجۃ بامین۔ پس جب ثابت ہوا کہ صحابہ امام کے پیچھے آمین بالجہر کہتے تھے تو صحابہ کا یہ فعل مطابق قاعدہ مذکورہ حنفیہ کے حدیث مذکور میں لفظ فقولوا امین کا مخصص ہوگا یعنی اس سے صرف آمین بالجہر مراد ہوگی اور اپنی آثار صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آمین بالجہر کہتے تھے کیونکہ یہ بات غیر معقول ہے کہ صحابہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آمین بالجہر نہ کہیں اور ابن زبیر ؓ وغیرہ امام کے پیچھے آمین بالجہر کہیں اور ہاں واضح رہے کہ کسی صحابی سے آمین بالسر کہنا بسند صحیح ثابت نہیں ہے اور بعض آثار جو آمین بالسر کے بارے میں منقول ہیں وہ ضعیف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم۔ احادیث سے صرف نماز جہری میں آمین بالجہار کہنا ثابت ہے اور نماز سری میں آمین بالجہر کہنا ثابت نہیں ہے، اسی لیے آمین بالجہر نماز جہری کے ساتھ خاص کی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ السید محمد عبدالحفیظ غفرلہ (سید محمد نذیر حسین)

ھوالموفق:

بیشک حدیث متفق علیہ مذکورہ سے صاف اور صیح طور پر مقتدیوں کے واسطے آمین بالجہر ثابت ہے، امام بخاری نے مقتدی کے واسطے آمین بالجہر کےلیے باب بایں لفظ منعقد کیا ہے۔ باب جہر الماموم بالتامین اور اس باب میں اسی ابوہریرہ ؓ کی حدیث مذکور کو ذکر کیا ہے، حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں:

''زین بن منیر کہتے ہیں، کہ حدیث سے ترجمہ باب کی مناسبت کئی طرح سے ہے، حدیث میں آمین کہنے کا حکم ہے اور قول کے ساتھ جب خطاب مطلق واقع ہو، تو اسے جہر پر محمول کیا جاتا ہے اور اگر اس سے سر مراد ہو، تو اسے مقید طور پر بیان کیا جاتا ہے، دوسرا یہ کہ آپ نے قال کے مقابلہ میں قولوا فرمایا ہے اور جب قول، قول کے مقابل ہو تو اس سے وہی کیفیت مراد ہوتی ہے جو پہلے کی ہو، تو جب امام ولاالضالین بلند آواز سے کہے گا تو آمین بھی بلند آواز سے ہوگی، تیسری یہ کہ قولوا کا لفظ مطلق واقع ہوا ہے اور اس پر جہر کی صورت میں عمل ہوا ہے تو مطلق پر جب ایک صورت میں عمل ہوجائے تو وہ بالاتفاق دوسری صورت میں حجت نہیں رہتا چوتھی یہ کہ مقتدی کو امام کی اقتدا کا حکم ہے اور چونکہ امام جہرے سے قرأت کرتا ہے، لہٰذا مقتدی بھی جہر سے آواز کہے گا اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ امام قرأت جہر سے کرتا ہے اور مقتدی جہر سے نہیں کرتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرأت بلند آواز سے نص صریح سے بند ہوگئی لیکن آمین چونکہ قرأت نہیں تھی وہ اپنے حال پر باقی رہی اور اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ ابن زبیر اور ان کے مقتدی بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ عطاء کہتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہ کو اس مسجد میں بلند آواز سے آمین کہتے دیکھا ہے، مسجد کانپ جاتی تھی، امام شافعی کے نزدیک مقتدی بلند آواز سے آمین کہے، رافعی کہتے ہیں کہ اکثر اس مسئلہ میں دو قول بیان کرتے ہیں ان سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ بلند آواز سے آمین کہے۔''

---

[1] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولاالضالین کہے تو تم آمین کہا کرو جس کا قول فرشتوں کے موافق ہوجائے گا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

[2] اس لیے کہ مطلق ایسے غلام کو شامل نہیں ہوگا جس میں نفع کی جنس مفقود ہو، ہمارے علماء نے کہا ہے کہ مطلق فرد کامل کی طرف پھرتا ہے۔

[3] ذہن کا مطلق سے فرد کامل کی طرف پھرنا ظاہر بات ہے۔

[4] ہمارے اس مقام میں دو قاعدے ہیں، ایک یہ کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ مطلق فرد کامل کی طرف پھرتا ہے، پس پہلا تو صفات کے حق میں ہے، جیسے ایمان اور کر اور دوسرا ذات کے حق میں ہے جیسے نابینا ہونا وغیرہ۔

[5] عادل، عالم صحابی کا فعل حنفیوں اور حنبلیوں کے نزدیک حدیث مطلق کا مخصص ہے، برخلاف شافعیہ اور مالکیہ کے۔

[6] ابن زبیر اور ان کے مقتدیوں نے آمین کہی تو مسجد گونج اٹھی، حضرت ابو ہریرۃؓ امام کو آواز دیا کرتے تھے کہ مجھے آمین کہہ لینے دینا۔

[7] ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے سوال کیا، کیا عبداللہ بن زبیرؓ آمین کہا کرتے تھے کہا ہاں، آپ کے مقتدی بھی آمین کہتے تھے تو مسجد گونج اٹھتی تھی، پھر فرمایا کہ آمین دعا ہے اور فرمایا کہ ابو ہریرۃؓ مسجد میں آتے اور جماعت کھڑی ہو چکی ہوتی تو امام کو آواز دیتے ''میری آمین ضائع نہ کرنا، عطاء کہتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہؓ کو اس مسجد میں اس حال میں دیکھا کہ جب امام ولا الضالین کہتا، تو ان کے آواز سے مسجد کانپ جاتی۔

فتاوی نذیریہ

جلد01